فداك أبي وأمي يا رسول الله ﷺ



بفیض روحانی نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت خلیفہ و مظہر اعلی حضرت امام المناظرین شیر بیشۂ سنت الشاہ مفتی حشمت علی خان قادری رضوی رضی المولیٰ عنہ

ماہنامہ حشمت ضیا

سنیت کا کام کریں گے   فتاویٰ رضویہ عام کریں گے

مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی

محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی

ناشر - مکتبۂ حشمتیہ

ماہنامہ

حشمت ضیا

جنوری ۲۰۲۳ء

مدیر اعلیٰ

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت شہزادۂ ناصر ملت

علامہ مفتی **محمد مشارب الحشمت** صاحب قبلہ حشمتی

ناشر

مکتبۂ حشمتیہ

بفیضِ رُوحانی

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین افضل البشر بعد الانبیاء **سیدنا ابوبکر صدیق** رضی المولیٰ عنہ

و

فرد عالم **سیدنا امام شافعی** رضی المولیٰ عنہ

و

سلطان الہند عطائے رسول **سرکار خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی** اجمیری رضی المولیٰ عنہ

و

چراغ خاندان برکات **سیدی تاج العلماء** مارہروی رضی المولیٰ عنہ

و

خلیفۂ اعلیٰ حضرت اسد السنۃ غازئ اہلسنت **حضور محبوب علی خان** قادری رضی المولیٰ عنہ

و

سند الحکماء سید العلماء **حضور سید آل مصطفی** مارہروی رضی المولیٰ عنہ

زیر سایۂ کرم

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، شیر ہندوستان حشمتی شمشیر

فاتح کشمیر امام حق **حضرت علامہ مفتی محمد ادریس رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، عارف باللہ، قطب زمن

مفتی اعظم پیلی بھیت **حضرت علامہ مفتی محمد معصوم رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت، خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، صاحب کشف و کرامت،

مشکوۃ العارفین، جنید زماں **حضرت علامہ مفتی محمد ناصر رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

و

نبیرۂ مظہر اعلیٰ حضرت، محقق عصر، رئیس التحریر،

مصنف کتب کثیرہ **حضرت علامہ مفتی محمد فاران رضا خان** صاحب حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت ودرستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پاجائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کردی جائیگی۔

نعت شریف

خداوند جہاں جب خود ہے پیارا تیری صورت کا

از— خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضرت شاہ جمیل الرحمن قادری رضی المولیٰ عنہ

خداوند جہاں جب خود ہے پیارا تیری صورت کا
تو عالم کیوں نہ ہو بندہ ترے حسن و ملاحت کا

شرف حاصل ہوا سرکار تم سے جس کو بیعت کا
اسے مژدہ ملا حق سے دخول قصر جنت کا

جو خالی ہاتھ آتے ہیں مرادیں لیکے جاتے ہیں
تمہارے در پہ ایک میلہ لگا ہے اہلِ حاجت کا

جو ہاتھ اٹھا ہوا ہے ساری خلقت کا تری جانب
بتاتا ہے کہ تو قاسم ہے رب کی جملہ نعمت کا

زمیں سے عرش تک گونجے دو عالم پڑ گئی ہلچل
بجا کعبہ میں نقارہ جو سلطان رسالت کا

کہیں صحرا میں موج آئی کہیں دریا میں گرد اٹھی
کہیں بت ہو گئے اوندھے عجب عالم تھا شوکت کا

بتوں کو پوجنے والے بنے دم میں خدا والے
زبانِ پاک سے جس دم سنا دعویٰ نبوت کا

خدا کے نام کو پھیلا دیا سارے زمانہ میں
مچا تھا شور دنیا میں بہت شرک و ضلالت کا

وہ اپنی روشنی سے جگمگا دیتا ہے دنیا کو
قمر پر ایک پر تو پڑ گیا تھا انکی طلعت کا

تو وہ پیارا خدا کا ہے کہ پیارے تیرے صدقے ہیں
ہوا سب امتوں سے فضل بڑھ کر تیری امت کا

اسی امید پر ہے زندگی عشاقِ حضرت کی
کبھی تو عمر میں ہوگا نظارہ انکی تربت کا

مرا دل ہے مدینے میں مدینہ میرے دل میں ہے
کھچا سینہ میں ہے نقشہ حبیب حق کی تربت کا

کرے گر استغاثہ آپ کے در پر نہ یہ بندہ
تو پھر کس کو سنائے جا کے افسانہ مصیبت کا

تمہارے گیسوئے مشکیں کی کچھ ایسی گھٹا چھائے
برس جائے خدا ہم پہ جھالا ابر رحمت کا

یہ بے کھٹکے گنہگاروں کا داخل خلد میں ہونا
کرشمہ ہے رسول اللہ کی چشم عنایت کا

گنہگارو چلو دوڑو کہ آیا شفاعت کا
وہ کھولا نائب رحمٰن نے دروازہ جنت کا

اشارے سے قمر کے دو کیے سورج کو لوٹایا
زمیں سے آسماں تک شور ہے سوئے کی طاقت کا

تعالیٰ اللہ بحکم حق فرشتے چرخ سے آکر
تماشا دیکھتے تھے جنگ میں مولیٰ کی طاقت کا

وہ ہے زورِ یداللہ کہ ہمسر دونوں عالم میں
نہ کوئی انکی قوت کا نہ کوئی ان کی طاقت کا

رہے گا روز افزوں آپ کا شہرہ قیامت میں
بلاغت کا فصاحت کا شجاعت کا سخاوت کا

غزل اک اور بھی پڑھ اے **جمیل** قادری رضوی
کہ تجھ پر فیض ہے احمد **رضا** پیر طریقت کا

(قبالۂ بخشش)

قہر معبودی بر جسارت مودودی

از-خلیفۂ اعلی حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علی خان قادری رضی المولیٰ عنہ

بِسْمِ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جناب علماء دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کیا فرماتے ہیں کہ مولانا ابو الاعلی صاحب مودودی کے عقائد کیسے ہیں؟ اہلسنت و جماعت حنفی کے موافق ہیں یا خلاف۔ ان کے عقائد کفر تک تو نہیں پہنچے اگر حد کفر تک پہنچ گئے ہیں تو چند عقائد کفریہ ان کے انھیں کی کتاب سے مع حوالہ کے تحریر کر ہم ناواقفوں کو آگاہی فرمایئے۔ فقط

راقم خادم حافظ منیر الدین ساکن منڈوا ضلع فتحپور

الجواب:- الھم ایۃ الحق والصواب۔

ابن عبد الوہاب نجدی نے کتاب التوحید اور اسماعیل دہلوی نے اپنی کفری کتاب تقویۃ الایمان اور ابن مسعود نجدی نے الہدیۃ السنیۃ اور اس کے اردو ترجمے تحفۂ وہابیہ کے ذریعے جو وہابیت و نجدیت پھیلائی تھی اس وہابیت کو اور نئے لباس میں مودودی نے پیش کرایا ہے یعنی وہابیت تو وہی پرانی بوڑھی پہلو ڈائن ہے مگر مودودی کے نئے لباس میں ہے اس پوپلی بڑھیا وہابیت کو مودودی نے اپنے نئے زیوروں سے آراستہ کرایا ہے۔ یہ دیکھیے مودودی کی کتاب دستور جماعت اسلامی صفحہ ٦ میں مودودی نے صاف لکھ دیا کہ خدا کی سلطنت میں سب بے اختیار رعیت ہیں۔ خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء یا اولیاء بعینہ۔ ظاہر ہے کہ اللہ تبارک و تعالی نے اپنی سلطنت میں حضرات انبیائے اکرام ملائکہ اعظام علی نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام کو جو اختیارات بخشے ہیں ان کا انکار کرنا قرآن پاک کو جھٹلانا ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے:

اغنھم اللہ و رسولہ من فضلہ

(ترجمہ) یعنی اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے ان کو دولت مند کر دیا۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے:

وَ لَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللہ وَ رَسُوْلُہٗ-وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللہ سَیُؤْتِیْنَا اللہ مِنْ فَضْلِہٖ وَ رَسُوْلُہٗٓ-اِنَّآ اِلَی اللہ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

اور فرماتا ہے:

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ

اور ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

ولو انهم فالمدبرات امرا

اور ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ

کیا یہ بھی اختیاری ہے؟ ولكن الوهابيه قوم لا يعقلون۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے فرماتا ہے:

انی جا عل فی الارض خلیفه

کیا خلیفہ بالکل بے اختیار ہوتا ہے؟ اور موسی کلیم اللہ علیہ السلام سے تو یوں ارشاد فرماتا ہے:

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا

یہ کیسا عظیم اختیار ہے مگر وہابی خفاش چشم اسے کیسے دیکھے معاذ اللہ اولیائے کرام کی شان میں ہے:

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي ۔

اگر بے اختیار تھے تو کنارہ ملک سبا سے ملک شام میں دربار سلیمانی میں اتنا بڑا ایسا عظیم الشان تخت لا کر کیسے پیش کرتے اور مسلمانوں کو حکم فرمایا۔ قرآن عظیم میں ہے:

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪- وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ

اگر بے اختیار ہیں تو نیکی پر دوسرے کی مدد اور بدی میں مدد کرنے سے اجتناب کر کے حکم الہی کی تکمیل کیسے کریں گے؟ بہر حال ان آیتوں نے بتایا کہ مودودی وہابی جھوٹا کذاب آیات قرآنیہ کا منکر کافر ہے۔ مسلمان اس سے پرہیز کریں اور اسی دستور جماعت اسلامی کے صفحہ ٤ میں لکھا ہے کہ "جو خیال یا عقیدہ کتاب و سنت کے مطابق ہو اسے اختیار کرے۔ جو اس کے خلاف ہو اسے ترک کردے اور جو مسئلہ بھی حل طلب ہو اسے حل کرنے کے لیے اسی سرچشمۂ ہدایت کی طرف رجوع کرے۔"

دیکھیے ہر عام و خاص، عالم و جاہل کو مودودی نے عام اجازت دے دی کہ وہ اپنی سمجھ اپنے طریقے اپنے خیال کے مطابق قرآن و حدیث سے جو اس کی سمجھ میں آئے اسی پر عمل کرے اور جو اس کی سمجھ کے خلاف ہو اسے چھوڑ دے۔ کیا یہ قرآن حکیم کی آیات مبارکہ "فاسلو اھل الذکران کنتم لا تعلمون" کا صاف انکار اور اس حکم الٰہی کی صاف تکذیب نہیں ہے؟ کیا تکذیب لکھنے کرانے والے کے پیچھے رم ہوتی ہے۔ ولا حولا ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور اسی مودودی نے اپنی کتاب "قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں" کے صفحہ ۱۵۰ پر لکھا ہے "اگر چہ پیاس کی حالت میں یا بیماری میں خادم یا ڈاکٹر کو پکارنے کی بجائے کسی ولی یا دیوتا کو پکارتا ہوں۔ تو یہ ضرور اس کو الہ (یعنی معبود) بنانا ہے اور اسی سے دعا مانگنا ہے۔ بعینہ سنی بھائی غور فرمائیں کہ کس طرح مودودی نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر و مشرک مرتد بنا دیا۔ یعنی مسلمان بیماری میں حکیم کو اور مقدمہ میں وکیل بھوک میں باورچی و خادمہ سے ماں اور بہن اور جورو سے کھانا مانگنا شرک ہے اور سنیوں کے مقابلے میں شکست کھا کر ابلیس المدد اور یا کلکٹر الغیاث اور یا کمشنر فریاد کہنے والے وہابی دیوبندی مودودی کافر مشرک مرتد ہیں۔ فقیر نے مالدار سے پیسہ مانگا۔ دیوبند کے سفیر نے سیٹھ جی سے چندہ مانگا تو کافر مشرک مرتد ہو گئے "معاذ اللہ رب العالمین" تو مودودی نے اس عبارت میں تمام امت مرحومہ کو کافر و مشرک بنا دیا اور شفا شریف میں ہے: "نتعلم بکفیر کل قال قال قولا لیتوصل بہ الی تضلیل الا" یعنی ہم قطعی طور پر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو ایسا کلمہ کہے جس سے تمام امت کو گمراہ بنانے کی طرف راہ نکلے تو یہ قول بھی مودودی کا کفر ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس کی کفری زہریلی تبلیغ سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔ مودودی کے وہابی گر اور وہابیت کا ملمع ساز ہونے کا ثبوت چاہیے تو دیکھیے پیغام حق کی اشاعت خاص جس میں سید محمد شاہ ایم اے نے ظفر منزل تاجپورہ لاہور سے مودودی کی تحریر قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں شائع کرائی ہے۔ اس کے دیباچہ کے صفحہ ۷ میں لکھتا ہے

"مولٰنا کا ایک بڑا کارنامہ ہے شرک کے رد اور توحید کی تائید میں حضرت مولٰنا اسمٰعیل کی کتاب تقویۃ الایمان سے سائنٹفک اور پھر کتاب اب تک میرے دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ مولٰنا ابو الاعلی مودودی نے نے شرک کے استیصال اور توحید کی حمایت و توضیح میں یہ کتاب لکھ کر اسلامی دنیا پر ایک عظیم الشان احسان کیا ہے۔ جس چیز کو مولٰنا شاہ اسمٰعیل شہید نے ایک طرح بیان کیا تھا اسی کو مولٰنا نے اپنے مخصوص انداز اور بالکل انوکھے انداز سے بیان کر کے مبلغین اسلام کی صف میں اپنے لیے ایک ممتاز مقام بنالیایے۔"

مسلمان بھائی اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور غور کریں کہ ایم اے نے کیا گواہی دی۔ ایم اے نے صاف صاف قرار دے دیا کہ اسمٰعیل دہلوی کے تقویۃ الایمای دھرم کی ہی تبلیغ و اشاعت دہلوی سے زیادہ چالبازی عیاری سے مودودی صاحب کرا رہے ہیں اور دہلوی والی وہابیت کو مختلف طریقوں اور پیرایوں میں پیش کرا رہے ہیں۔ صرف الفاظ کا لباس بدلا ہوا ہے۔ اور حقیقتاً مودودی کی تحریروں میں وہی تقویۃ الایمان والی وہابیت و نجدیت ہے۔ مسلمانوں کو مودودی اور مودودی کی تعلیم اور اس کی تحریک سے قطعاً دور و نفور رہنا چاہیے۔ قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا کہ:

ومن يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ

اور فرماتا ہے:

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ

اور ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ

ذرا یہ دیکھیے مودودی کی تنقیحات میں ہے کہ "قرآن اور سنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔" مسلمانوں دیکھو دیکھو مودودی کی خارجیت و غیر مقلدیت و نیچریت و چکڑالویت و عیاری و مکاری کہ قرآن و حدیث کی تعلیم کو مقدم و ضروری بھی بتا رہا ہے مگر لکھ کر کیا کہتا ہے۔ مگر لکھ کر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں کو باطل ٹھہراتا ہے اور پرانی اور یقینی تفسیر تو وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمائی اور احادیث میں آئی۔ پھر وہ تفسیر پرانی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان فرمائی اور خصوصاً حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو ارشاد فرمائی اور حدیث مبارکہ کا پرانا اور صحیح ذخیرہ ہی ہے جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سے مروی ہے اور نیا ذخیرہ بعد کے کذابوں خارجیوں وہابیوں دیوبندیوں بد مذہبوں کا گڑھا ہوا ہے۔ جو قطعاً یقیناً نا قابل قبول ہے۔ مگر مودودی کے دھرم میں وہی مردود مقبول ہے۔ اور اس قدیم و واقعی اور سچے ذخیرہ تفسیر و حدیث کو مودودی مردود لکھ چکا معاذاللہ تو یہ قرآن عظیم کی آیت:

وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

کا کھلا ہوا انکار اور کفر ہے یا نہیں اور اس کا نام چکڑالویت نیچریت ہے یا نہیں؟ پھر یہ کہ مودودی کی تنقیحات صفحہ ۲۲۲ میں ہے کہ "علوم اسلامیہ کو بھی ان کی قدیم کتابوں سے جوں کا توں نہ لیجیے بلکہ اس میں سے متاخرین کی آمیزش کو الگ کر کے اسلام کے دائمی اصول اور حقیقی اعتقادات اور غیر متبدل قوانین لیجیے۔" مسلمان بھائی اس مودودی کی عیاری و مکاری کو دیکھیں کہ مسلمانوں کے ایمان پر کس طرح ڈاکہ ڈالتا اور بے ایمان بناتا ہے صفحہ ۱۳۳ میں مسلمانوں کو پرانے متقدمین سے چھڑایا اور بیگانہ بتایا اور صفحہ ۲۲۲ میں متاخرین سے جدا کرایا اور متقدمین و متاخرین سے جدا کر کے ٹھیٹ وہابیت و غیر مقلدیت سامنے رکھ دی۔ یہ ہے مودودیت ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

غرضیکہ مودودی نے متقدمین (یعنی اگلوں) کے ذریعہ متاخرین (یعنی پچھلوں) کے ذریعہ جو دین کی باتیں امتیوں کو ملیں سب سے مسلمان کو بیگانہ بنا کر بد مذہب و بد دین وہابی بنا دیا۔ ہر انصاف پسند غور کرے کہ متقدمین اور متاخرین دونوں سے مودودی باغی و غدار بنا دیگا تو اب دین میں باقی کیا رہا یعنی متقدمین حضرات صحابہ کرام و تابعین عظام آئمۂ دین و علمائے عارفین و اولیائے کاملین و محدثین و مفسرین نے جو دین کی باتیں کتب فقہ و کلام و تفسیر میں لکھیں اور متاخرین یعنی بعد کے علما نے جو ان

متقدمین کرام کی بعض عبارات کی توضیحات و تشریحات فرمادیں ان سب سے مودودی نے اس عبارت میں مسلمانوں کو دور و نفور کرایا تو اسلام میں دین میں رہا کیا۔ معاذاللہ دین تو سرے سے رخصت ہو گیا۔ اب مودودی کے اقوال بدتر رہ گئے ہیں جس کے لیے مودودی نے سب سے چھڑا کر اپنا رستہ صاف کرایا ہے۔ چنانچہ اسی تنقیحات میں صفحہ ۲۲۲ میں لکھتا ہے۔ "قرآن کے لیے کسی تفسیر کی حاجت نہیں ایک اعلیٰ درجے کا پروفیسر کافی ہے۔" دیکھیے دیکھیے مودودی کی عیاری و جعل سازی کہ متقدمین و متاخرین کے ارشادات گرامی تو مودودی کو نامقبول اور چودھویں صدی کے ایک آزاد منش پروفیسر کی باتیں اور اقوال سارے کے سارے مودودی کو مقبول ہیں اسی کا نام وہابیت اور غیر مقلدیت ہے۔ آپ پروفیسر کے پیچھے لگا کر مودودی دوسری کروٹ بدل کر مقدمہ تفسیر القرآن میں لکھتا ہے کہ "اسی میں (تفسیر القرآن میں) جس چیز کی کوشش میں نے کی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آئے اور جو اثر میرے قلب پر پڑتا ہے اسے جوں کا توں زبان میں منتقل کر لوں۔" اسی کو خارجیت اور غیر مقلدیت کہتے ہیں متقدین اور متاخرین سب سے باغی بنا کر اپنے پیچھے مردودوں نے لگا لیا۔ مسلمان یہ بھی خوب یاد رکھیں کہ مودودی نے حضرات متقدین ومتاخرین کی تصنیفات سے تو متنفر بنایا اور اپنی من گھڑت کا جوں کا توں پیش کر کے مسلمانوں کو خود اپنے پیچھے لگا لیا اور کیا بد دین کے سر پر سینگ ہوگا۔ پھر یہ دیکھیے یہ ہے ترجمان القرآن ماہ اگست ۱۹۳۲ء میں مودودی نے لکھا ہے کہ "میں اس بات کا بھی سخت مخالف ہوں کہ علمائے کرام وقت کے رجحانات سے منھ موڑ کر بیٹھ جائیں اور اس امر کو بھی بھول جائیں کہ وہ ہدایہ اور بدایع کے زمانہ تصنیف میں نہیں بلکہ نت نئی سائنٹفک اور تیز رفتار و تمدنی انقلاب کے دور میں رہتے ہیں اس دور میں روز روز نئے مسائل کا پیدا ہونا لابد ہے اور ان مسائل کا ہدایہ اور بدائع کی روشنی میں حل کرنے کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں جس کا خطرہ تو جو ان مسائل نے اپنے استفسار میں ظاہر کیا ہے رہنمائی کے لیے علمائے اسلام میں وسعت نظر اور

روح اجتہادی کی ضرورت ہے قدم قدم پر عالمگیری اور تاتار خانی کو سد راہ بنانے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ زمانہ کا مسلمان قرآن و حدیث کو چھوڑ کر جدھر کو منھ اٹھے گا۔ وہی نکلے گا۔ جس طرح ترک اور ایرانی چل نکلے۔" یہ حکومت اسلامیہ اور شریعت اسلامیہ کی تبلیغ ہو رہی ہے یا ابن ابلیسیہ کی اور دین بتارہا ہے یا واقعی احکام شیطانیہ سکھائے جا رہے ہیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ مسلمان بتائیں کہ جو شخص ہدایہ بدائع۔ عالمگیر۔ فتاوی تاتار خانہ۔ فتاوی قاضی خاں کو بیکار بتائے سب سے نفرت دلائے وہ بے دین نہیں تو کون ہے۔ خلاصہ یہ کہ مودودی تحریک رافضیت خارجیت و چکڑالویت و نیچریت و وہابیت و غیر مقلدیت و دیوبندیت کا مجموعہ ہے۔ جماعت مودودی میں ہر بد مذہب و بد دین کا دخول ہے جیسا کہ عبارات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔ یہ دیکھیے مودودی کی تحریر ترجمان القرآن جلد ۸ اور ۱ میں ہے کہ "دوسرا بنیادی نقص اس مسخ شدہ مذہبیت میں یہ ہے جس میں اسلامی شریعت و منجملہ ایک شاستر کے بنا کر رکھ دیا گیا ہے اور اس میں صدیوں سے اجتہاد کا دروازہ بند ہے۔" اس عبارت نے مودودی کی دل کی کھول کر رکھ دی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی مودودی کہے وہ سب معاذ اللہ دین ہے شریعت ہے اور جو احکام دین و شریعت احادیث مبارکہ اور تفاسیر وکتب وکلام میں موجود ہیں وہ سب معاذ اللہ مسخ شدہ (بدلے) ہوئے ہیں اور شاستر ہیں۔ مسلمانوں! خدارا انصاف احکام شرع و دین کو شاستر بنانے والا مسلمان ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا گستاخ گندہ ذہن بھی مسلمان ہو سکتا ہے تو شاید دنیا میں کوئی کافر مرتد منافق ملحد نہ رہے گا۔ مودودی کا منشا قرآن و حدیث و تفسیر و فقہ کو ختم کر کے اپنی ڈکٹیٹری کو چلانا اور مسلمانوں کو مشرک بنانا ہے جیسا کہ مودودی کی کتاب قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں کے صفحہ ۱۰ و صفحہ ۱۱ کی عبارت اوپر گزری کہ جس کی رو سے تمام امت کو مودودی نے مشرک کہہ دیا معاملات کی حیثیت سے مودودی کو دیکھنا ہے تو یہ دیکھیے اخبار قومی آزاد لکھنؤ مورخہ ۲۲ نومبر ۵۳ء پنجاب میں قادیانی دشمن ہنگامہ کے متعلق تحقیقات کرنے والی عدالت کے سامنے بیان

دیتے ہوئے جواب میں خواجہ نذیر احمد نے کہا کہ میرے پاس یہ کہنے کے لیے کافی وجوہ ہیں کہ جماعت اسلامی کے صدر مولانا ابو الاعلی مودودی کو امریکا سے مالی امداد ملتی تھی جب عدالت نے گواہ سے پوچھا کہ وہ امریکی ذرائع کون سے ہیں جو مولانا مودودی کو امداد دیتے ہیں تو خواجہ نذیر احمد نے کہا کہ اگر اس کی تفصیل میں جاؤں تو پیچیدگی پیدا ہو جائے گی اس مضمون کی سرخی قومی آزاد نے یہ لکھی ہے کہ مولانا مودودی کو امریکہ سے مالی امداد ملتی رہی ہے۔ یہ مضمون بانگ و بل پکار پکار کر اعلان کر رہا ہے کہ مودودی امریکہ کا تنخواہ دار ایجینٹ ہے اور مودودی کی تحریک امریکی تحریک ہے۔ امریکی اشاروں پر مودودی نے مسلمانوں کو بے دین بنانے کا تہیہ کیا ہے اور مودودی اپنا دین و ضمیر امریکہ کے ہاتھوں فروخت کر چکا ہے اب خود امریکی پولیٹکل ایجینٹ بن کر مسلمانوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالنا چاہتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی۔ اس موضوع کو تفصیل سے دیکھنا ہو تو کتاب کامل النصاب تاریخ اعیان وہابیہ میں دیکھیے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ مودودی اپنی حیثیت سے کافر و مرتد اور دینی حیثیت سے اسلام کا باغی اور مسلمانوں کا دشمن اور امریکا کا وفادار ایجینٹ وطر فدار ہے۔ اور مودودی کی تحریک کفری تحریک اور اسلام کش اور امریکی تحریک ہے۔ مسلمانوں کو مودودی تحریک میں شریک ہونا حرام حرام حرام ہے۔ اور جو سنی بھائی دھوکے میں شریک ہو گئے انھیں فوراً اپنی بیزاری ظاہر کر کے الگ ہونا ضروری ہے۔

قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا:

وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝

دنیا والوں پر خود ظاہر و روشن ہے کہ عیسائی دنیا اسلام کی کھلی ہوئی دشمن اور پیغمبر حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کی خواہاں ہے تو امریکی حکومت کسی مسلم مودودی جیسے کو مال دے گئ تو کیوں یقیناً وہ اسلام کی معاذ اللہ بیخ کنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی پر صرف کرے گی، تو ثابت ہو گیا کہ امریکہ نے اپنے مقصد کے حصول کے لیے مودودی کو اپنا پولٹیکل ایجینٹ اور آلہ کار بنایا ہے مودوی کے عقائد کفریہ ظاہر ہو چکے اس کا دشمنِ

اسلام وقرآن ہونا کھل گیا۔ خدائے تعالی مسلمانوں کو پہچاننے اور ماننے اور حق کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے اور باطل اور اہل باطل سے دور ونفور رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حدیث شریف میں ہے:

یکون فی اٰخر الزمان دجّالون کذّابون یاتونکم من الاحادیث بمالم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاھم لایضلّونکم ولا یفتنونکم

(ترجمہ) آخر زمانے میں بڑے دجال کذاب لوگ ہوں گے وہ تم کو وہ گڑھی ہوئی حدیثیں سنائیں گے جو تم نے سنیں اور نہ تمھارے باپ دادا نے سنیں (جیسے مودودی وغیرہ) ان بدمذہبوں سے تم بچو اور انھیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمکو گمراہ نہ کردیں۔ کہیں وہ تمھیں فتنے میں نہ ڈالدیں۔ اور حدیث پاک ہے۔ تفصیل کے لیے کتاب مستطاب اربعین شدت کا مطالعہ کیجیے۔ خداتعالی اس مودودی وہابی فتنہ سے مسلمانانِ اہل سنت کو محفوظ ومامون رکھے آمین ثم آمین۔ بجاہ حبیبہ النبی الامین علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ و التسلیم ط

فقیر ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں سنی حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ خطیب جامع مسجد مدنپورہ ممبئی ۸

۲۲ ذی الحجہ روز یکشنبہ ۱۳۷۳ھ

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

اسرار الاحکام بانوار القرآن (قسط ہشتم)

از: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ

س۔ حدیث شریف میں ہے کہ قرب قیامت جب عیسی علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ تو ان کی سانس سے کافر مریں گے۔ عجیب بات ہے۔ کہ پہلے آپ کی سانس سے مردے جیتے تھے۔

ج۔ آنکہ داند دوخت ادواند درید۔ جو سینا جانتا ہے وہ ادھیڑنا بھی جانتا ہے۔ موت زندگی رب کی طرف سے ہے یہ سانس شریف ذریعہ ہے وہ جس وقت چاہے کام لے لے۔ اسرافیل علیہ السلام کی پہلی پھونک سے زندہ مریں گے۔ پھر دوسری پھونک سے سب مردے زندہ ہوں گے۔

س۔ قرآن سے لوگ گمراہ کیوں ہو جاتے ہیں۔ وہ ہادی ہے۔ ہادی سے گمراہی کیسی؟

ج۔ ایک ہی ہارمونیم کا ایک پردہ دباؤ تو موٹی اور بھاری آواز نکلتی ہے دوسرا دباؤ تو سریلی اور باریک آواز دیتا ہے۔ حالانکہ ہوا ایک ہی جاتی ہے۔ انسان کے قلب و دماغ میں رحمانی پردے بھی ہیں شیطانی بھی۔ اگر شیطانی پردہ غالب ہے۔ تو قرآنی ہوا سے کفر کی آوازہ نکالتا ہے۔ اگر رحمانی پردہ غالب ہے تو اس قرآنی ہوا سے ایمان بولتا ہے۔ یہ قرآن کا قصور نہیں۔ اپنے پردہ کا قصور ہے بارش سے کہیں لالہ اگتا ہے کہیں خار۔

س۔ قرآن تو اچھی چیز ہے اس سے اچھی ہی شے صادر ہونا چاہیئے۔

ج۔ قرآن تو اچھا ہے پڑھنے والے کا دل و دماغ برا۔ سامری کے بچھڑے کے منہ میں حضرت روح الامین کی گھوڑی کی خاک پڑی۔ جو نہایت اعلی تھی۔ مگر چونکہ وہ سونا فرعون کا خبیث مال تھا اس لئے اس پاک مٹی نے اگرچہ اس میں زندگی بخشی اور آواز پیدا کردی۔ مگر اس آواز سے لوگ گمراہ ہوئے۔ کوئی اللہ کا بندہ وہ مٹی کھاتا تو لاکھوں کو ہدایت دیتا۔ قرآن و علم طیب و اعلیٰ ہیں۔ مگر بے دین عالم سامری کا بچھڑا ہے۔

کہ علم پڑھ کر جو بولتا ہے۔ اس سے لوگ گمراہ ہی ہوتے ہیں۔

قبر و دفن

س۔ میت کو دفن کرنا کوے کا فعل ہے۔ مسلمانوں نے کوے کی شاگردی کر کے دفن کرنا سیکھا ہے۔ میت کا جلانا اچھا ہے۔ زمین گھرتی ہے اور میت کا جسم خراب ہوتا ہے۔ دو گز زمین میں لاکھوں ہندو جل جاتے ہیں۔ مگر مسلمان اکیلا قیامت تک اس پر قابض رہتا ہے۔

ج۔ مردے کو جلانا فطرت کے خلاف ہے۔ دفن ہی فطرت کے مطابق ہے کیونکہ انسان مٹی کا ہے۔ آگ پانی ہوا تو مٹی کو خمیر کرنے کے لئے اس میں ایسی شامل کی گئی ہے جیسے آٹے میں پانی آگ۔ اسی لئے اسے آدمی کہتے ہیں۔ یعنی مٹی کی چیز۔ پھر انسان کا کھانا پینا لباس مٹی ہی سے ہے۔ تو چاہئیے کہ خود بھی بعد موت مٹی میں ہی رہے۔ مسلمان بنیاد والی دیوار ہے۔ کیونکہ اس کے زندے زمین کے اوپر اور مردے زمین کے نیچے ہیں۔ ہندو بے بنیادی دیوار کہ اس کے مردے زندے دونوں زمین کے اوپر ہی ہیں۔ لہذا مسلمان مضبوط ہے مشرک کمزور۔ دفن ہی کیا بہت سے کام انسان نے حیوانات سے سیکھے ہیں۔ چنانچہ آپریشن ایک بیل سے سیکھا۔ کہ ایک دھوبی کو استسقا تھا۔ اتفاقاً دو بیل آپس میں لڑے ایک نے بھاگتے ہوئے دھوبی کے پیٹ پر لات رکھ دی جو سو رہا تھا۔ دھوبی کا پیٹ پھٹ گیا۔ پانی نکل کر آرام ہو گیا۔ زہر کی دوائیں بندر سے نبوٹ بندر اور لنگور سے سیکھے۔ دیکھو حکیم اجمل خاں دہلوی کی کتب۔ تو کیا یہ تمام جانور انسان کے استاد ہو گئے۔ اگر کوئی اپنا کام کر رہا ہو دوسرا آدمی اپنی ذکاوت سے اُسے سیکھ لے تو وہ شاگرد نہ ہو جائے گا۔ جب تک کہ سکھانے اور سیکھنے کی نیت سے تعلیم و تعلم نہ کریں۔

س۔ اسلام فرماتا ہے کہ مردے سے قبر میں تین سوال ہوتے ہیں۔ رب تیرا کون - دین تیرا کیا۔ ان محبوب کو تو کیا کہتا تھا۔ جس مسلمان نے حضور کو دیکھا نہیں وہ کیسے پہچان سکے گا۔

ج ۔ تعلق ایمانی سے پہچانے گا۔ جیسے دنیا میں جان پہچان خونی رشتے یا ظاہری ملاقات سے ہوتی ہے۔ایسے ہی روحانی پہچان ایمانی رشتہ سے ہو گی۔ جن کفار نے حضور کو دیکھا تھا وہ قبر میں حضور کو نہ پہچان سکے ایسے ہی جن مسلمانوں نے حضور کو نہ دیکھا وہ پہچان لیں گے۔ دیکھو حضور کو دیکھنے والے کافر حضور پر عاشق نہ ہوئے مگر کروڑوں نہ دیکھنے والے مسلمان حضور کے ایسے عاشق ہیں کہ ان کے نام پر مال و جان فدا کر دیتے ہیں۔ جیسے یہاں بغیر دیکھے عشق ہے ایسے ہی وہاں انشاء اللہ بغیر دیکھے پہچان ہو گی۔ دنیاوی محبوبوں کو ہزاروں نے دیکھا مگر ان کا عاشق ایک ایک ہوا۔ ایسے ہی حسن یوسف پر فدا فقط زلیخا۔ مگر مدنی محبوب کو دیکھا کسی نے نہیں۔ مگری عاشق کروڑوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

س۔ جو لوگ دفن نہیں ہوتے آگ میں جل جاتے ہیں یا انہیں شیر کھا جاتا ہے ان سے حساب قبر کیوں کر ہو گا؟

ج۔ قبر سے مراد صرف یہ غار نہیں ہے جس میں مردہ دفن ہوتا ہے بلکہ اس سے عالم برزخ مراد ہے۔ مردہ کا جسم کہیں ہو مگر روح تو محفوظ ہے۔ اسی روح کو جسم کے اصل ذرات سے متعلق کر کے اس سے سوال جواب ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی دفن ہی نہ کیا گیا ہو یوں ہی میدان میں پھینک دیا گیا۔ اس سے اسی حال میں سوالات قبر ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ ہمیں محسوس نہ ہو۔ ماں کے پیٹ میں بچہ بن جاتا ہے ماں کو خبر بھی نہیں ہوتی۔

س۔ حدیث شریف میں ہے کہ مومن کی قبر ستر گز فراخ ہو جاتی ہے۔ سو اگر مومن و کافر کی قبر برابر ہوں اور مومن کی قبر ستر گز چوڑی ہو تو کافر کی قبر کہاں جائے گی۔ ایسے ہی اگر مومن و کافر ایک ہی قبر میں دفن ہو گئے ہوں تو بتاؤ وہ قبر کافر کے لئے تنگ ہو گی یا فراخ اور اس قبر میں جنت کی ہوا آئے گی یا دوزخ کی؟

ج۔ مومن کی قبر فراخ ہو گی اور کافر کی قبر وہاں ہی رہے گی اور اس ایک قبر میں مومن کے لئے جنت کی

ہوا آوے گی۔ اور کافر کے لئے دوزخ کی۔ ایک کا اثر دوسرے پر نہ ہوگا۔ یہ فراخی اور تنگی احساس ہیں۔ نہ کہ دوسری زمین کاٹ کر۔ جیسے ایک چار پائی پر دو آدمی سورہے ہیں ایک شخص خواب میں اپنے کو بڑے میدان میں دیکھتا ہے دوسرا اپنے کو جیل کی کوٹھڑی میں قید پاتا ہے۔ ایک کو اچھی خواب نظر آتی ہے وہ خوش ہو رہا ہے دوسرے کو بری وہ تکلیف پا رہا ہے۔ دیکھو چار پائی ایک ہے مگر اس پر سونے والوں کے حال مختلف یا بیداری کی حالت میں ایک آدمی اچھے خیالات سے خوش ہو رہا ہے۔ دوسرے برے خیالات سے پریشان ہے۔ دنیاوی زندگی قبر کے لحاظ سے خواب ہے اور قبر کی زندگی قیامت کے لحاظ سے خواب۔

س۔ جب قیامت میں حساب و کتاب اور عذاب و ثواب ہوگا۔ تو قبر میں یہ چیزیں کیوں ہیں؟

ج۔ قبر میں صرف ایمان و کفر کی جانچ ہے قیامت میں اعمال کی بھی قبر کی جانچ برزخی زندگی کے لئے ہے اور قیامت کا حساب آئندہ و دائمی زندگی کیلئے قبر کا عذاب ایسا ہے جیسے جیل سے پہلے حوالات قیامت کا دن مقدمہ کا دن ہے۔ اس فیصلہ پر آئندہ زندگی کا مدار ہے۔

س۔ بعض لوگ کفنی لکھ کر قبر میں رکھتے ہیں۔ یہ بے کار ہے۔ اگر مردہ جاہل ہے یا عربی نہیں جانتا تو اسے اس تحریر سے کیا فائدہ ہوگا۔ وہ کیسے پڑھ کر جواب دے گا؟

ج۔ یہ تحریر برکت کے لئے ہے۔ جیسے سبزے کی تسبیح سے مردے کے عذاب میں کمی ہو جاتی ہے۔ بعض صحابہ کرام حضور کے تبرکات قبر میں ساتھ لے گئے برکت کے لئے ایسے ہی یہ تحریر ہے۔ اللہ کے ذکر سے دل کو چین آتا ہے۔ خواہ تحریری ذکر ہو یا زبانی۔ نیز اس میں میت کو تلقین ہے جہالت اور مختلف زبانیں اس دنیا کے حالات ہیں۔ مرتے ہی سب آدمی پڑھ سکیں گے اور تمام جنتیوں کی زبان عربی ہوگی۔ قیامت میں سب لوگ اپنے نامۂ اعمال پڑھ لیں گے۔ جو عربی میں ہوں گے۔ مگر سمجھ لیں گے۔ سوالات قبر عربی میں ہی ہوتے ہیں۔ جیسے اندھا پن اور دیگر ظاہری بیماریاں اس جسم کی ہیں۔ وہاں نہ

کوئی اندھا ہوگا نہ کوڑھی سب اچھے۔ ایسے کفر گناہ جہالت جوا - شراب خوری سب اس عالم کی چیزیں ہیں۔ وہاں سب علم والے۔ ایمان والے خوف خدا رکھنے والے ہوں گے۔ اگرچہ اس ایمان و تقویٰ کا اعتبار نہ ہوگا۔

س۔ زیارت قبور سنت کیوں ہے؟

ج۔ تاکہ اپنی موت یاد آتی رہے۔ جس سے انسان اس زندگی کے لئے انتظام کرتا رہے اور تاکہ اس بہانہ سے زندے مردوں کو ایصال ثواب کرتے رہیں۔ غرضکہ اس میں زندوں مردوں دونوں کا بھلا ہے۔

س۔ بعض لوگ وصیت کرتے کہ ہمیں فلاں بزرگ کے پاس دفن کرنا یا مدینہ پاک میں قبر کی تمنا کرتے ہیں۔ اس سے کیا فائدہ۔ مردے کو مقدس زمین کیا فائدہ دے سکتی ہے؟

ج۔ کافر کے لئے کسی جگہ دفن ہونا مفید نہیں۔ ہاں گنہ گار مومن کو اس سے یہ فائدہ ہے کہ جہاں اللہ کے پیارے دفن ہوں وہاں رحمت کے پنکھے چل رہے ہیں۔ اس مقبول کی طفیل اسے بھی وہ ہوا مل جائے گی۔ اگر کوئی غریب آدمی کسی رئیس کی کوٹھی پر اس سے ملاقات کرنے جاوے۔ تو جو بجلی کا پنکھا رئیس کے لئے چل رہا ہے۔ اس کی ہوا اسے اُسے بھی فائدہ پہنچ جاوے گا۔

قیامت

س۔ قیامت کو قیامت یا محشر کیوں کہتے ہیں ہے؟

ج۔ قیامت کے معنی ہیں کھڑا ہونا۔ چونکہ اس دن سارے مردے اپنی قبروں سے کھڑے ہو کر محشر میں جائیں گے یا دنیا میں کوئی کھڑا ہوتا ہے۔ کوئی بیٹھا کوئی لیٹا۔ مگر اس دن سب انتظار حساب میں کھڑے ہی ہوں گے۔ لہذا اس کا نام قیامت ہے۔ دنیا میں سب آدمی ایکدم نہیں آئے۔ کچھ آکر چلے گئے۔ کچھ آنے والے ہیں۔ کچھ ابھی موجود ہیں مگر اس دن سارا عالم ایک ہی جگہ ایک ہی وقت میں جمع ہوگا۔ لہذا اس کا نام محشر ہے یعنی جمع ہونے کا دن یا جمع ہونے کی جگہ۔

س۔ سارے آدمی صرف شام کی زمین میں کیسے سما جائیں گے۔

ج۔ بڑی آسانی سے۔ کتابوں کے مضامین قرآن شریف اور اشعار صدہا من کاغذ پر لکھے جاتے ہیں۔ مگر آپ کے دو انگل کے حافظہ میں یہ ایک وقت لکھ جاتے ہیں۔ سارے آسمان چاند سورج مشرق و مغرب آپ کی آنکھ کی تل میں سما جاتا ہے۔ جو اس پر قادر ہے وہ اس پر بھی قادر ہے۔

س۔ قیامت کیوں ہو گی۔ اس سے فائدہ کیا ہے؟

ج۔ کھیت میں بھوسہ غلہ ایک ہی جگہ ہوتا ہے اس کو ایک جگہ گھا کر دانہ کو علیحدہ اور بھوسہ کو علیحدہ کر کے انہیں الگ الگ جگہ پہنچاتے ہیں ایسے دنیا میں مومن و کافر ایک ہی زمین پر آباد ہیں۔ قیامت میں ان کی چھانٹ ہو گی۔ چھانٹ کے بعد مومن جنت میں کافر دوزخ میں پہنچیں گے۔ قیامت چھانٹ کا دن ہے۔ یا ملزم کو پہلے حوالات میں رکھتے ہیں۔ پھر حاکم کے آگے پیش کر کے فیصلہ حاصل کر کے جیل پہنچاتے ہیں۔ قیامت مقدمات کی پیشی کا دن ہے۔

س۔ روز قیامت میں اختلاف کیوں ہے۔ بعض آیات میں ہے کہ وہ دن ایک ہزار سال کا ہے۔ بعض میں ہے پچاس ہزار سال کا۔ بعض روایت میں ہے کہ چار رکعت نماز ادا کرنے کی برابر ان کا مطلب کیا ہے؟

ج۔ یہ فرق یا تو احساس کا ہے کہ وہ دن آرام والوں کو چار رکعت کی برابر محسوس ہو گا اور تکلیف والوں کو ہزار سال کا زیادہ تکلیف والوں کو پچاس ہزار سال کا۔ یا ایسا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ شادی دس منٹ میں ہوتی ہے۔ ایک ماہ میں ہوتی ہے۔ بیس سال میں ہوتی ہے۔ اصل نکاح دس منٹ میں۔ دعوت وغیرہ کا انتظام ایک ماہ میں۔ روپیہ جمع کرنا بیس سال میں۔ اسی طرح اس دن اصل حساب نصف دن میں باقی تلاش شفیع اور انتظار حساب وغیرہ میں ایک ہزار سال خرچ ہوں گے پہلے نفخہ سے جنت و دوزخ کے داخلہ تک پچاس ہزار سال کا وقت جس میں بے ہوشی اور میدان محشر میں پہنچنا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی مقام محمود پر یہ تمام اوقات شامل ہیں۔

س۔ نیکیوں میں وزن ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو گناہوں سے زیادہ ہے۔ یا کہ کم؟

ج۔ نیکی کا وزن گناہوں سے لاکھوں گنا زیادہ ہے۔ میزان میں ایک کلمہ طیبہ تمام عمر کے گناہوں سے لاکھوں گنا زیادہ وزنی ہو گا۔ مگر یاد رہے کہ نیکی کا وزن بقدر اخلاص ہے۔ نیکی پوست ہے اخلاص اس کا مغز۔ پھل میں مغز کا وزن ہوتا ہے۔ بے مغز کا پھل ہلکا ہے اسی لئے کفار کی نیکیاں نہایت ہلکی ہیں۔ مومن کی وزنی امام حسین کا کربلا والا سجدہ ہماری کروڑوں نمازوں سے زیادہ وزنی ہے۔

س۔ اگر نیکی میں اتنا وزن ہے تو مومن کے سر پر قیامت میں بڑا بوجھ ہو گا۔ حالانکہ قرآن فرماتا ہے۔ وہ اپنے بوجھ اٹھائے ہوں گے۔ بوجھ اٹھانا تو عذاب ہے۔ کیا وہاں مومن عذاب میں ہو گا۔

ج۔ قیامت میں مومن کے تین حال ہوں گے۔

۱) قبر سے محشر تک جاتے ہوئے نیکیاں مومن پر ہوں گی۔ مگر اس پر نہایت ہلکی جو محسوس بھی نہ ہونگی۔

۲) میزان میں پہنچ کر نہایت وزنی اور میزان سے جنت تک نیکیاں سواری ہونگی۔ مومن سوار انہی سواریوں پر پل صراط طے ہوگئی۔ جیسی نیکی ویسی اس کی رفتار۔ لہذا حمل اثقال یعنی بوجھ اٹھانا کفار کا عذاب ہے حدیث پاک میں ہے۔ کلمے زبان پر ہلکے میزان میں بھاری رب کو پیارے ہیں۔ یہ اسی طرف اشارہ ہے۔

س۔ عقل میں نہیں آتا کہ مومن کی نیکی اس کے کندھے پر تو ہلکی ہو۔ میزان میں پہنچ کر بھاری اور صراط پر سواری بن جاوے۔

ج۔ اس کی مثالیں دنیا میں موجود ہیں۔ لکڑی پانی پر ہلکی ہے اس لئے ڈوبتی نہیں مگر ترازو میں بھاری۔ خود پانی گھڑے میں بھر کر سر پر رکھو۔ تو بھاری ہے۔ مگر حوض یا تالاب کی تہ میں بیٹھ جاؤ۔ اگرچہ اب بہت پانی سر پر ہے۔ مگر ہلکا سائنس کہتی ہے کہ ہوا بہت وزنی ہے۔ ہم لاکھوں من ہوا کا بوجھ سر پہ لئے پھرتے ہیں مگر محسوس نہیں ہوتا۔ جس سونے کے زیور میں موتی جڑے ہوں اسے پانی کی سطح پہ رکھ کر تولو تو صرف سونے کا وزن آوے گا۔ موتی کا نہ آوے گا۔ ایسے ہی

بھوک سے کم کھانا کھاؤ تو تم کھانے پر سوار ہوا گر زیادہ کھایا تو کھانا تم پر سوار۔ ایسے ہی وہاں نیکیوں کا حال ہے۔

س۔ قیامت میں حساب کیوں ہوگا۔ کیا رب کو اعمال کی تعداد معلوم نہیں۔

ج۔ یہ حساب رب کے علم کے لئے نہیں بلکہ انسانوں کا منہ بند کرنے کے لئے ہوگا۔ تاکہ جہنمی یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے دوزخ کیوں دی۔ فلاں کو جنت کیوں ملی یا مجھے دوزخ میں سخت جگہ کیوں ملی دوسروں کو ہلکی کیوں دی گئی؟

س۔ قیامت کے روز لوگ شفیع المذنبین کو کیوں بھول جائیں گے۔ یہاں سب جانتے ہیں کہ حضور شفیع المذنبین ہیں۔ پھر وہاں پہلے دیگر انبیاء کرام کے پاس کیوں جائیں گے؟

ج۔ تاکہ پتہ چل جائے کہ آج سوائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دستگیری کرنے والا نہیں۔ اگر پہلے ہی حضور کے پاس پہنچ جاتے تو شاید کوئی کہہ دیتا کہ شفاعت تو اور جگہ بھی ہو جاتی ہم اور جگہ گئے نہیں۔

س۔ قیامت میں بعض کے منہ کالے بعض کے سفید کیوں ہونگے؟

ج۔ دلوں کی تاریخی یا نور چہرے پر ظاہر ہوگا۔ جیسے آج پریشان حال دبلا اور کالا ہو جاتا ہے۔ مال دار خوش عیش آدمی سرخ سفید نکل آتا ہے۔

جنت۔ دوذخ

س۔ جنت کو جنت کیوں کہتے ہیں؟

ج۔ اس لئے کہ جنت جن سے بنا۔ بمعنی چھپنا۔ اسی لئے دیوانگی کو جنون۔ پیٹ کے بچہ کو جنین۔ ڈھال کو جنہ۔ آتشی مخلوقات کو جنات تاریکی کو جن کہتے ہیں۔ جنت کے معنی ہوئے چھپا ہوا باغ۔

چونکہ وہ باغ دنیا والوں کی نگاہ سے چھپا ہے۔ یا اس باغ کے درخت ایسے گھنے ہیں کہ وہاں کی زمین نظر نہیں آتی۔ لہذا وہ جنت ہے۔

س۔ دوزخ کو جہنم کیوں کہتے ہیں؟

ج۔ یہ لفظ عجمی ہے اصل میں چاہ نم تھا۔ یعنی گہرا کنواں۔ چونکہ وہ نہایت گہرا مقام ہے اور گویا آگ کا کنواں ہے۔ لہذا جہنم نام ہے۔

س۔ یہ جنت دوزخ پیدا ہو چکے ہیں یا بعد قیامت پیدا ہوں گے؟

ج۔ پیدا ہو چکے ہیں۔ وہاں ہی پہلے آدم علیہ السلام رہے۔ وہاں ہی آج ادریس علیہ السلام اور شہداء کی روحیں رہتی ہیں۔ وہاں کی ہی کھڑکی مومن کی قبر میں کھلتی ہے۔ وہاں کی ہی سیر حضور نے معراج میں فرمائی۔ وہاں کا ہی پانی حضور نے صحابہ کرام کو پلایا۔ وہاں کے پانی سے ہی نیل و فرات جاری ہیں۔ جہنم سے دنیا میں آگ آئی۔

س۔ اتنے پہلے انہیں کیوں پیدا فرمایا۔ ان میں داخلہ تو قیامت کے بعد ہو گا تب ہی پیدا فرمایا جاتا۔

ج۔ حکومت کے دفاتر۔ کوٹھیاں جیل خانہ پھانسی گھر پہلے ہی تیار کر لئے جاتے ہیں۔ اس کا انتظار نہیں ہوتا کہ کوئی چور پکڑ کر آوے تو جیل بنائی جائے جنت دوزخ سے آج بھی کام لیا جا رہا ہے۔ جنت کے کام اوپر بتا دیئے گئے۔ دوزخ کی آگ دنیا میں کام کر رہی ہے دوزخ ہی سے موسم بنتے ہیں کہ اوپر کی سانس سے سردی باہر کی سانس سے گرمی وغیرہ۔

س۔ سردی گرمی تو سورج سے آئی۔ اس کا خزانہ جہنم ہے۔ وہاں سے کرنٹ سورج میں آ رہا ہے۔ سمندر میں کہاں سے۔ سمندر پانی کا خزانہ ہے خزانہ میں روپیہ رہتا ہے بنتا نہیں ہے۔ ٹکسال میں ایسے ہی سورج نور اور گرمی گویا خزانہ ہے۔ مگر اس کا کارخانہ دوزخ وغیرہ ہے۔ جب جنت دوزخ اتنے عرصے سے پیدا ہو چکے تو اب تک وہاں کی ہر چیز پرانی ہو گئی ہو گی۔ حوریں بڑھیا ہو چکی ہونگی۔

ایسی جنت کا کیا کرے کوئی!

جس میں لاکھوں برس کی حوریں ہیں

ج۔ زمانی چیز پرانی ہوتی ہے۔ جو زمانہ سے ورا ہو وہ کبھی پرانی نہیں ہوتی آپ کا جسم پرانا ہو کر بڑھا ہو جاتا ہے۔ مگر روح کبھی بوڑھی نہیں ہوتی۔ چاند تارے

سورج لاکھوں برس کے ہیں مگر نہ پرانے ہوئے نہ ان کے نور میں کوئی کمی آئی ایسے ہی جنت زمانہ سے وراہے لہذا ہر وقت یکساں۔

س۔ وہاں کی نہریں اور نہروں کی چیزیں دودھ۔ پانی شہد وغیرہ خراب ہوچکا ہوگا۔

ج۔ بگڑنا اور خراب ہونا ان چیزوں میں ہوتا ہے جو مخلوق کی حفاظت میں دیدی جاویں۔ کیونکہ جب محافظ انسان خود فانی ہے۔ تو اس کی حفاظت اور محفوظ چیز۔ دونوں فانی۔ جس کا محافظ رب ہو اس کا بگڑنا سڑنا کیا سمندر خواہ میٹھا ہو یا کھاری۔ اس کا پانی لاکھوں برس کا ہے لہذا نہ بگڑا نہ خراب ہوا۔ قرآن رب کی حفاظت میں ہے لہذا نہ بگڑا نہ خراب ہوا۔۔۔

جاری۔۔۔

(اسرارالاحکام بانوارالقرآن)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

وہ مجاہد وہ عالم وہ غازیٔ دین

از- شہزادۂ محبوب ملت خلیفۂ مفتیٔ اعظم علامہ مفتی محمد منصور علی خان قادری علیہ الرحمہ والرضوان

ناسازگار وقت کے تیور کو دیکھ کر
ہم نے چراغِ عزم کی لو کو بڑھا دیا

لکھنا پڑھنا ہی حضرت محبوب ملت کا مشغلہ رہا۔ صبح و شام، رات و دن لکھتے رہے اور ایسا محتاط قلم ----- ایسا معتمد انداز تحریر ----- کہ دشمن بھی قلم نہ پکڑ سکے۔ بمبئی تشریف لانے سے پیشتر جب حضرت محبوب ملت ریاست پٹیالہ میں وہاں کے مفتی کے عہدہ پر رہے۔ اور ریاست کے راجہ کی طرف سے حضرت کو یہ عہدۂ قضا دیا گیا۔ وہاں کے مسلمانوں کو تمام مذہبی و دینی امور میں حضرت محبوب ملت کے فتاوے کے تحت ہی کورٹ سے حکم جاری ہوتا۔ اس زمانے میں بھی جامع مسجد کی خطابت اور ریاست پٹیالہ کے مفتی کے عہدے پر افتاء کی خدمات انجام دیتے ہوئے حضرت نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں۔

خصائص ابو حنیفہ: سید نا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت پر کتاب۔

تلامیذ ابو حنیفہ: سید نا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے حالات زندگی۔

مطالع تہذیب دیوبندیہ: رد وہابیہ پر شاندار کتاب جو اس زمانہ میں مولوی اشرفعلی تھانوی کو بھی رجسٹر ڈاک سے روانہ کی گئی۔

بخشائش عزیزاں: میت کے ایصال ثواب کے لیے اناج و دیگر اشیا کی تقسیم کے ثبوت میں مدلل کتاب ہے۔

تفسیر حدیث لولاک: حدیثِ قدسی کی بہترین تفسیر و تشریح۔

نور کی تفسیر: قد جاءکم من اللہ نور آیت مبارکہ پر بے حد شاندار جامع و مانع نورانی تقریر ہے جس کی ایک ایک سطر نورانی اور عشق رسالت سے لبریز ہے۔ ان کے علاوہ ایک زبردست کاوش علمی ایک بہترین یادگار کتاب اربعین شدت جو حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کی محنت و کوشش اور تحقیق و تلاش کا ثبوت ہے

اس کتاب میں حضرت نے ان ایک سو (100) احادیث کریمہ کو جمع فرمایا ہے جس میں دشمنان دین سے دور رہنے کا، نفرت و بیزاری برتنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس کتاب کے بارے میں شارح بخاری حضرت علامہ الحاج مفتی شریف الحق قادری صاحب قبلہ قادری امجدی دامت برکاتہم القدسیہ فقیہ اعظم ہند و صدر شعبۂ افتاعربی یونیورسٹی مبارک پور نے ابھی دو سال پیشتر دار العلوم غریب نواز الہ آباد کے اجلاس میں مجھ سے ارشاد فرمایا۔

منصور میاں! اربعین شدت کی بہت ضرورت ہے آپ شائع نہیں کرتے جلد شائع کیجیے اور پھر فرمایا۔ محبوب ملت نے جس قدر کوشش و محنت سے ان آحادیث کو جمع کیا اب آج وہ کام کون کر سکتا ہے۔

سارے ماحول میں خوشبو ہے تری یادوں کی

ہم نے غم خانے کو پھولوں سے سجا رکھا ہے!

مفتی ریاست پٹیالہ کے عظیم عہدے پر فائز رہ کر محبوب ملت نے جو سینکڑوں فتاوے قرآن و حدیث کے حوالوں کے ساتھ صادر فرمائے ان کا مجموعہ تو تقسیم ہند کے ہنگاموں کی نذر ہو گیا۔ مگر اس دوران حضرت داخلی فتنوں سے بے خبر نہ تھے۔

رافضیوں نے سر اٹھایا تو ایک بہترین قلمی کاوش دلائل خلافت راشدہ کے نام سے منظر عام پر آئی۔ مرزائیوں قادیانیوں نے فتنہ مچایا تو حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ نے اپنے ذمہ دار قلم سے الصوارم المحمدیہ علی کفرۃ المرزائیہ الدیوبندیہ کے ذریعے قادیانیوں کا سر قلم کر دیا۔

تقسیم ہند کا ہنگامہ ہوا اور چونکہ پٹیالہ سرحد سے قریب کا شہر تھا اس لیے ہنگاموں کا فتنہ و فساد کا اثر زیادہ تھا۔ حضرت نے پٹیالہ چھوڑا اور چند ماہ کانپور میں قیام کے بعد پھر حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ بمبئی تشریف لائے اور ایسے تشریف لائے کہ آخری آرام گاہ کے لیے بھی بمبئی ہی کو شرف بخشا۔ قادری برکاتی رضوی سلسلہ کے یہ پہلے بزرگ ہیں جن کا آستانہ سر زمین بمبئی پر فیض بخش خاص و عام ہے۔

بمبئ آنے کے بعد بھی حضرت محبوب ملت کے ذمہ دار معتمد و مستند قلم نے بے دینوں بد مذہبوں کا مکمل تعاقب کیا۔ ہر گمراہی، ہر فتنہ اور مذہب اہل سنت کے خلاف ہر تحریک کا ایسا جواب دیا کہ پھر کسی باطل پرست کو جواب کی ہمت نہ ہوئی بلکہ جواب کے نام سے جواب دیے گئے اور حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کا قلم حضور سیدنا اعلی حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کے اس شعر کی ترجمانی کرتا نظر آیا۔

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار

اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

مولوی یونس بھگیروی نام کے ایک دیوبندی نے بمبئ میں ہنگامہ مچایا اور ایک چند اوراق کی کتاب لکھی۔ حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں قلم اٹھایا اور برق خداوندی رد بے دینی وہابی دیوبندی جیسی ضخیم اور لاجواب کتاب تحریر فرمائی جو آج چالیس سال کے بعد بھی لاجواب ہے۔

اسمٰعیل دہلوی اور اس کے پیر سید احمد رائے بریلوی کو شہید بنا کر پیش کیا گیا اور حضرت نے تاریخ اعیان وہابیہ نیز تواریخ مجددین حزب وہابیہ جیسی تحقیقی کتابیں سنی عوام کو دیں جس میں تاریخی دلائل و واقعات سے یہ ثابت کی کہ یہ شہید نہیں یہ تو قتیل ہیں اور انگریزوں کے غلام ہیں ایجینٹ ہیں۔

وہابیوں دیوبندیوں نے قرآن پاک کے ترجموں میں جو خیانتیں کی ہیں ان پر نظر کم تھی۔ حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کا شعلہ بار قلم اٹھا اب اس قلم نے تیر و نشتر کا کام کیا۔ تمام اردو تراجم قرآن کا حضرت نے آپریشن کیا اور وہ لاجواب تصنیف جو اپنے موضوع کے لحاظ سے جماعت اہل سنت میں پہلی تصنیف ہے مرتب فرمائی اور دیوبندی ترجموں کا آپریشن نامی کتاب قوم و ملت کا عطا فرمائی۔ بعد میں بہت سے علمائے اکرام نے اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ کتابیں منظر عام پر آئیں مگر حضرت محبوب ملت کی یہ تصنیف اولیت کا مقام رکھتی ہے جو بعد والوں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوئی۔ ابوالاعلی مودودی کا فتنہ اٹھا اور حضرت نے " مودودی صاحب کا الٹا مذہب حصہ

اول"۔"مودودی کالوٹا مذہب حصہ دوم" تصنیف فرما کر مودودی کو اس کے گھر تک پہنچادیا۔"مودودی تحریک کی جلی خصوصیات" اور "قہر معبودی بر جسارت مودودی" تصنیفات اس کے علاوہ ہیں۔

اصلاح اعمال کی طرف قلم کا رخ پھیرا تو حضرت محبوب ملت نے قرآن واحادیث و تفاسیر کے حوالہ جات سے مزین کتاب فضائل شب برات اور فضائل ماہ رمضان مع مسائل صیام اور فضائل مدینۃ الرسول جیسی تصانیف سے عوام کو فیضیاب فرمایا۔

فضائل مدینۃ الرسول حضرت کی وہ کتاب ہے جس میں حضرت محبوب ملت نے ایک سو احادیث کریمہ سے مدینہ منورہ کی فضیلت و عظمت کو ثابت کیا ہے۔

مدراس میں غیر مقلدین نے سر اٹھایا اور حضرت شیخ طریقت پیر سید شاہ مخدوم حسینی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے حضرت سے استفسار کیا تو غیر مقلدین کے رد میں اس طرح قلم محبوب چلا کہ قدر و منزلت تقلید، وہابیہ کے آئینہ خط و خال عرف غیر مقلدیت اپنے وہابی آئینے میں، کل وہابیہ ہند سے ستر سوالات میں تین کتابیں منظر عام پر آ گئیں۔ جس کا جواب آج تک غیر مقلدین نہ دے سکے۔ وہیں مدراس سے ایک دیوبندی نے کتاب شائع کی حضرت سید صاحب محترم علیہ الرحمہ نے وہ کتاب حضرت کو روانہ کی اور جواب کے لیے فرمایا۔ حضرت محبوب ملت نے وہ تحقیقی رد فرمایا کہ پھر سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ دیکھیے تصنیف نجوم شہابیہ برت زویراا صحاب وہابیہ۔

نور محمد ٹانڈوی نے اپنی عیاری مکاری کا نمونہ تکفیری افسانے نامی کتاب میں ظاہر کیا اور حضرت سیدی محبوب ملت علیہ الرحمہ کے قلم نے ٹانڈوی جی کا تعاقب کیا تو تکفیری افسانے کے تجزیئے حصہ اول حصہ دوم تحریر فرمائے نور محمد ٹانڈوی ایں جہانی سے آن جہانی ہوگئے۔ موت آگئی مگر جواب نہ دے سکے۔

ہاسن (کرناٹک) کے کافی پلانٹرز حضرات کی جانب سے سود کے بارے میں سوال آیا اور حضرت نے جو تحقیقی قلم اٹھایا اسلامی قانونِ تجارت نامی کتاب منظر عام پر آگئی۔

نذر و نیاز و فاتحہ وایصال ثواب پر اعتراض ہوا تو اولیائے کرام کی نذر و نیاز۔ الاقوال الامعہ باحکام تجویز الفاتحہ سبیل و طوام نذر و نیاز حسین نام کے تین قلمی شاہپارے عوام اہلسنت کو عطا فرمائے۔

دعائے ثانی پر اعتراض ہوا اور ساؤتھ افریقہ سے سوال آیا حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ نے جب تحقیق و جستجو فرمائی تو آیات قرآنیہ کے علاوہ ۵۰ احادیث کریمہ سے دعائے ثانی کا ثبوت جمع فرمایا اور دعائے ثانی کا ثبوت نامی کتاب عوام اہلسنت کو عطا فرمائی۔

میلاد شریف کے موضوع پر قلم اٹھایا تو مرات حسن بے مثال جیسی عظیم الشان کتاب تحریر فرمائی جس میں ایسی مرصع اور مقفی اردو زبان استعمال کی کہ پڑھنے والا ایک ایک جملہ پر بے ساختہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کہہ اٹھے اردو زبان و محاورہ کے لحاظ سے یہ کتاب اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ علوم عقلیہ و نقلیہ پر کامل عبور کے ساتھ ساتھ زبان وبیان کے ایسے ماہر تھے کہ کتاب کے مطالعہ کے بعد اہل زبان بھی جھوم جھوم گئے۔

تبلیغی جماعت جو حقیقت میں تکلیفی جماعت ہے کا فتنہ ابھرا تو حضرت نے اپنے قلم سے ان کی مکمل نقاب کشائی فرمائی اور العذاب الباس علی زاس الیاس جیسی مستند کتابیں تحریر فرمائی اور پھر قلم چلا تو تبلیغی جماعت کیا ہے اور کیا چاہتی ہے؟ نام کی مختصر لیکن مدلل کتاب سنی مسلمانوں کو عطا کی۔

یہ تحریر و تصنیف کا وہ سلسلہ ہے جب حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کے قتل کیس میں ورلی جیل بمبئی میں نظر بند ہوئے تو تقریبا دیڑھ سال سے زائد عرصہ تک یہ نظر بندی رہی۔ لوگ جیل میں جاتے ہیں تو روتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں خوف زدہ اور ہراساں ہوتے ہیں مگر کیا کہنا مشیت میں مجال دم زدن توبہ معاذ اللہ بناتے ہیں جسے محبوب اسے رکھتے ہیں زنداں میں۔

حضرت محبوب ملت اپنے دس رفقاء کے ساتھ جیل میں نظر بند ہیں تو جیل میں باقاعدہ پانچوں وقت اذان ہوتی ہے با جماعت نماز ہوتی ہے۔ وظائف و اوراد و تلاوت قرآن کا سلسلہ جاری جس کا اثر یہ ہوا کہ کچھ مسلمان جو قید میں تھے وہ مرید ہو گئے اور نمازی ہو

گئے۔ اس کے علاوہ چار غیر مسلم کلمہ پڑھ کر جیل ہی میں مسلمان ہو گئے۔ اس خدمت دین کے علاوہ جیل میں بھی تحریر و تصنیف کا سلسلہ جاری رہا اور جب حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ اپنے دس سنی رفقاء کے ساتھ شش کورٹ بمبئ سے عزت وعظمت شان و شوکت کے ساتھ رہا ہوئے تو جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے رہ کر قوم وملت کے لیے دو عظیم تحفے ساتھ لائے۔ دو نادر و نایاب کتابیں جیل میں رہ کر تصنیف فرمائی تھیں۔ پہلی تصنیف کرامات صحابہ کرام اور دوسری کتاب کرامات سادات و آل اطہار دونوں کتابیں اپنے موضوع کے لحاظ سے منفرد اور لاجواب کتابیں ہیں وہ مجاہد وہ غازی کہ جس کے قلم پر کوئی بھی پہرہ بٹھا نہ سکا وہ مرد حق کہ جس نے سیدنا یوسف علیہ السلام، سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سیدنا امام حنبل رضی المولیٰ عنہ کی غلامی کا حق ادا کر دیا اور جیل کی آہنی سلاخیں بھی جس کی قلمی و علمی خدمات کو نہ روک سکیں۔ شاید نہیں بلکہ یقیناً حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کی توانائیوں، صلاحیتوں ، طاقتوں اور قوتوں کی یہی پکار تھی۔

مری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی

اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمہ پورے ملک میں دورہ فرما کر تقریر و مناظرہ کے ذریعہ خدمتِ دین واشاعتِ حق کا فریضہ انجام دے رہے تھے تو ان کے برادر اصغر حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئ کے اپنے حجرے سے بیٹھے بیٹھے نہایت خاموشی لیکن حد درجہ مستعدی و باخبری کے ساتھ اپنے قلم کے ذریعہ دین متین و مسلک اہل سنت کی اشاعت کی خدمت انجام دے کر پوری ملت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہے تھے۔ اور ہر باطل پرست کے لیے ان کا قلم تیر و نشتر بنا ہوا تھا جس کی کسک اور تڑپ آج بھی فرقہائے باطلہ محسوس کر رہے ہیں۔

حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کی علالت کے بعد جب صحت یابی ہوئی تو حضور سید العلماء سند الحکماء علامہ مفتی حافظ قاری الحاج ابوالحسنین سید آل مصطفی صاحب قبلہ قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ و الرضوان صدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء ملاقات کے

لیے سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی کے حجرہ میں تشریف لائے تو ارشاد فرمایا۔

مفتی صاحب! اللہ کا فضل ہے آپ کے مرشدان کرام کے صدقہ میں اس شافی مطلق نے آپ کو شفاو صحت عطا فرمائی۔ آپ بیٹھے بیٹھے پہلے بھی خدمت دین کر رہے تھے اور اس علالت کے بعد بھی آپ اسی طرح بیٹھے بیٹھے خدمتِ دینیہ انجام دے رہے ہیں۔ یہ مولی عزوجل کا بے حد فضل و کرم ہے آپ بیٹھے بیٹھے تصنیف و تالیف کرتے رہیں۔ ہمارے لیے یہی بہت ہے۔ ہماری تقریریں تو ناپائیدار ہیں لیکن آپ کی تحریریں تو پائیدار ہیں برقرار رہنے والی ہیں۔ زندہ رہنے والی ہیں۔

میں زندہ ہوں یہ مشتہر کیجیے

مرے قاتلوں کو خبر کیجیے

حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کی تمام تصانیف کی مجموعی تعداد بہتر (72) ہیں اور یہ کہا جائے کہ بہتر تصانیف اہلسنت کے لیے بہتر ہیں تو بے جانہ ہو گا۔ گذشتہ اوراق میں جس تصانیف کا ذکر ہوا ان کے علاوہ ابن عبد الوہاب کی کہانی - ثبوت ہلال کے چند طرق - سیوف پیر بگلوئے مانعین باب یا دستگیر، سل الحسام علی الظلام، الرجسم برائے اقوال ایڈیٹر الانجم، کھرا کھری کا مباحثہ۔

قبائح حفظ الایمان والمہند تھانوی کے حمایتی پر شرعی فتوی تحقیق واقعیت المہند اور بہت سی تصانیف جو ایک بار، دو بار بعض تین بار اور چار بار شائع ہوئی ہیں اور کچھ وہ تصانیف ہیں جو ابھی تک اسباب نہ ہونے سے یا ہمارے تساہل و تغافل سے شائع نہ ہو سکی ہیں جیسے فضل و اعزاز امیر معاویہ، بوارق الہیہ، تنویر الایقان الحجج الکلام فی منع قراۃ حلف الامام۔ فضائل سیدنا فاروق اعظم وغیرہ کتابیں ہیں۔ ان کے علاوہ ایک عظیم قلمی سرمایہ ترجمہ جامع مسانید امام اعظم، جو ابھی تک شائع نہ ہو سکا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ کا ایک خاص وصف اور کمال یہ تھا کہ فن تاریخ گوئی پر کامل عبور اور مہارت حاصل تھی۔ بیٹھے بیٹھے اعداد کو جمع فرما کر تاریخی مادہ مرتب فرمانا اور اس طرح مرتب

فرمانا کہ مقصد ظاہر ہو۔ حضرت کا خاص فن تھا۔ یہ فن اس کتاب میں آپ کو اپنے عروج پر نظر آئے گا، جیسے سیدنا اعلی حضرت مجدد اعظم فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں نذر عقیدت پیش کی تو تاریخی مادہ مرتب فرمایا مجدد اعظم قبلہ عالم ابجد کے حساب سے اس کے عدد جوڑ دیئے تو سیدنا اعلی حضرت رضی اللہ عنہ کا سن وصال ۱۳۴۰ھ برآمد ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام والمسلمین اس کے بھی اعداد ۱۳۴۰ھ ہیں۔

حضور امام المتکلمین محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے چہلم شریف کا اجلاس بمبئی میں آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء کی جانب سے منعقد ہوا۔ جس کی صدارت حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ نے فرمائی اس میں حضرت کا خطبۂ صدارت شائع ہوا تھا جس میں ایک دو نہیں بلکہ پچاسوں تاریخی مادے حضرت نے جمع فرمائے تھے۔ اس خطبۂ صدارت کے دو تاریخی نام حضرت محبوب ملت علیہ الرحمہ نے حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے ہجری سن وصال ۱۳۸۱ھ اور عیسوی سن ۱۹۶۱ء دونوں کے حساب سے استخراج فرمائے تھے۔ دونوں ہی ناموں سے حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی عظیم شخصیت کے دو رخ اجاگر ہوتے ہیں اس خطبۂ صدارت کا پہلا تاریخی نام ہے عرس محدث اعظم حکم (۱۹۶۱ء) اور دوسرا نام ہے مدائح شاہ خطابت (۱۳۸۱ھ)۔ حکم اور شاہِ خطابت دونوں حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی وہ شانیں ہیں کہ مثال نہیں ملتا افسوس کہ اس خطبۂ صدارت کی ایک بھی کاپی میرے پاس فائل میں نہیں ہے۔ ورنہ حقیقت و محبت کے جذبات سے معمور وہ خطبۂ صدارت قابل مطالعہ ہے۔ اور اس کا ثبوت ہے کہ ان بزرگوں کے درمیان کس قدر خلوص و محبت کا جذبہ تھا۔

(ماخوذ از خوابوں کی بارات)

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

عقائد اہل سنت قرآن و حدیث کی روشنی میں (قسط پنجم)

از: علامہ مولانا غلام ناصر حشمتی ناصری دامت برکاتہم العالیہ

نورانیت سرکار مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

حسب الحکم

محقق عصر رئیس التحریر علامہ مولانا مفتی محمد فاران رضا خان صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم العالیہ

۷۸۶/۹۲/۵۵۵

غوث اعظم بمن بے سر وساماں مددے

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کو اپنی ذات کریم سے پیدا کیا یعنی عین ذات کی تجلی بلاواسطہ ہمارے حضور ہیں باقی سب ہمارے حضور کے نور و ظہور ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وکرم۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۳۰، صفحہ ۶۸۰)

یعنی کہ ہم اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے نور سے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کا نور پیدا فرمایا یعنی اس نور سے جو اللہ کی ذات ہے، یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔ ہمارے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل نور ہے اور اس پر پردۂ بے مثل بشریت۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌۙ

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آگیا اور ایک روشن کتاب۔

(سورہ مائدہ، ۱۵)

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:

وَھُوَ مُحَمَّدٌ صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم وَالْقُرْآنُ

یعنی نور سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور قرآن ہیں۔

(سمرقندی، المائدۃ، تحت الآیۃ: ۱۵)

امام خازن رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

یَعْنِیْ مُحَمَّدًا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم اِنَّمَا سَمَّاہُ اللّٰہُ نُوْرًا لِاَنَّہٗ یُھْتَدٰی بِہٖ کَمَا یُھْتَدٰی بِالنُّوْرِ فِیْ الظَّلَامِ

یعنی نور سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اللہ تعالی نے آپ کو نور اس لیے فرمایا کہ جس طرح اندھیرے میں نور کے ذریعے ہدایت حاصل ہوتی ہے اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذریعے بھی ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

(خازن، المائدۃ، تحت الآیۃ: ۱۵)

علامہ جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ لفظ ''نُور'' کی تفسیر لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَھُوَ النَّبِیُّ صلَّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلَّم

نور سے مراد نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔

(جلالین، المائدۃ، تحت الآیۃ: ۱۵، ص۹۷)

علامہ صاوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

وَ سُمِّیَ نُوْرًا لِاَنَّہٗ یُنَوِّرُ الْبَصَائِرَ وَ یَھْدِیْھَا لِلرَّشَادِ وَ لِاَنَّہٗ اَصْلُ کُلِّ نُوْرٍ حِسِّیٍّ وَ مَعْنَوِیٍّ

یعنی حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام اس آیت میں نور رکھا گیا اس لیے کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بصیرتوں کو روشن کرتے ہیں اور انہیں رُشد و ہدایت فرماتے ہیں اور اس لیے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر نور حِسّی (وہ نور جسے دیکھا جا سکے) اور معنوی (جیسے علم و ہدایت) کی اصل ہیں۔

(تفسیر صاوی، المائدۃ، تحت الآیۃ: ۱۵، ۲/۴۸۶)

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

وَهُوَ نُوْرُ الْاَنْوَارِ وَالنَّبِىُّ الْمُخْتَارُصلَّى الله عليہ وآلہ وسلَّم

یعنی اس نور سے مراد تمام نوروں کے نور، نبی مختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات ہے۔

(روح المعانی، المائدۃ، تحت الآیۃ:۱۵، ۳۶۷/۵)

علامہ ملا علی قاری رَحْمَۃُاللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

وَ اَىُّ مَانِعٍ مِنْ اَنْ يُجْعَلَ النَّعْتَانِ لِلرَّسُوْلِ صلَّى الله تعالٰى عليہ وسلَّم فَاِنَّہٗ نُوْرٌعَظِيْمٌ لِكَمَالِ ظُهُوْرِهٖ بَيْنَ الْاَنْوَارِ وَ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ حَيْثُ اَنَّہٗ جَامِعٌ لِجَمِيْعِ الْاَسْرَارِ وَمُظْهِرٌ لِلْاَحْكَامِ وَالْاَحْوَالِ وَالْاَخْبَارِ

یعنی اور کون سی رکاوٹ ہے اس بات سے کہ دونوں نعتیں یعنی نور اور کتابِ مبین رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے ہوں بے شک حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نورِ عظیم ہیں انوار میں ان کے کمال ظہور کی وجہ سے اور حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کتاب مبین ہیں اس حیثیت سے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جمیع اسرار کے جامع ہیں اور احکام واحوال واخبار کے مُظْہِر ہیں۔

(شرح شفاء، القسم الاول، الباب الاول فی ثناء اللہ تعالی علیہ۔۔۔ الخ، الفصل الاول، ۵۱/۱)

اور حضرتِ عزت فرماتا ہے:

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۝

چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھادیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے بُرا مانیں کافر۔

امام جلال الدین سیوطی رضی المولیٰ عنہ فرماتے ہیں؛

نور الله الذى لا يطفا هو محمد صلى الله عليہ وسلم

اللہ کا نور جو بجھایا نہ جائے گا اس سے مراد حضرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(در منثور زیر آیت مذکور)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ عنہ رسالہ مبارکہ صلات الصفاء فی نور المصطفیٰ میں بیان فرماتے ہیں؛

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبد الرزاق ابو بکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا وابن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی:

قال قلت یارسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیئ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نورنبیک من نورہٖ فجعل ذٰلک النور یدور بالقدرۃ حیث شاء اللہ تعالیٰ ولم یکن فی ذٰلک الوقت لوح ولا قلم ولاجنۃ ولا نار ولا ملک ولاسماء ولاارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی ، فلما اراداللہ تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذٰلک النور اربعۃ اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ، ومن الثانی اللوح ، ومن الثالث العرش ، ثم قسم الجزء الرابع اربعۃ اجزاء فخلق من الجزء الاول حملۃ العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملائکۃ ، ثم قسم الرابع اربعۃ اجزاء ، فخلق من الاول السمٰوٰت ، ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنۃ والنار ، ثم قسم الرابع اربعۃ اجزاء الحدیث ۔۔

بطولہ ۔

یعنی وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتادیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی، فرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگان حامل عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر چوتھے کے چار حصے

فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الی آخر الحدیث۔

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوة مین بنحوہ روایت کی، اجلہ ائمہ دین مثل امام قسطلانی مواہب لدنیہ اور امام ابن حجر مکی افضل القرٰی اور علامہ فاسی مطالع المسرات اور علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ دیار بکری خمیس اور شیخ محقق دہلوی مدارج وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل واعتماد فرماتے ہیں، بالجملہ وہ تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے۔ تلقی علماء بالقبول وہ شے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی،

کما بیناہ فی _منیر العین فی حکم تقبیل الابھا مین _

(جیساکہ ہم نے اپنے رسالہ _منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین_ میں اس کو بیان کیا ہے۔)

لاجرم علامہ محقق عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

قد خلق کل شیئی من نورہٖ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما وردبہ الحدیث الصحیح ۔

بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نور سے بنی، جیساکہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔

(الحدیقۃ الندیۃ المبحث الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/۳۷۵)

ذکرہ فی المبحث الثانی بعد النوع الستین من اٰفات اللسان فی مسئلہ ذم الطعام۔

اس کو علامہ نابلسی نے نوع نمبر ساٹھ جو کہ زبان کی آفتوں کے بیان میں ہے کہ بعد، کھانے کی برائی بیان کرنے کے مسئلہ کے ضمن میں ذکر فرمایا ہے۔

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے:

قد قال الاشعری انہ تعالٰی نور لیس کالا نواروالروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ والملائکۃ شرر تلک الانوار وقال صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم اول ماخلق اللہ نوری ومن نوری خلق کل شیئ وغیرہ مما فی معناہ۔

یعنی امام اجل امام اہلسنت سید نا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کرکے اہل سنت کو اشاعرہ کہا جاتاہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔

اوراس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد ہیں۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

(رسالہ صلات الصفاء فی نور المصطفیٰ)

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

کنت نوراً بین یدی ربی قبل خلق ادم باربعة عشر الف عام

میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ۱۴۰۰۰ چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کی بارگاہ میں نور کی صورت میں موجود تھا۔

(المواہب اللدنیہ، جلد اول)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ رُوحُهُ نُورًا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ تَعَالَى قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ بِالْفَى عَامٍ يُسَبِّحُ ذلك النور ، وَتُسَبِّحُ الْمَلَائِكَةُ بِتَسْبِيحِهِ فَلَمَّا خَلَقَ اللهُ آدَمَ الْقى ذلِكَ النُّوْرَ فِي صُلْبِهِ ج فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَاهْبَطَنِي اللَّهُ إِلَى الْأَرْضِ فِي صُلْبِ آدَمَ وَجَعَلَنِي فِي صُلْبِ نُوحٍ وَقَذَفَ بِي فِي صُلْبِ إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ لَمْ يَزَلِ اللَّهُ تَعَالَى يَنقُلُنِي مِنَ الْأَصْلَابِ الْكَرِيمَةِ وَالْأَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ أَخْرَجَنِي بَيْنَ ابَوَى لَمْ يَلْتَقِيَا عَلَى سِفَاحٍ قَطُّ . قال الامام القاضي عياض رحمة الله عليه ويش ويشهد لصحة هذا الخبر شعر العباس في مدح النبي صلى الله عليه وسلم المشهور .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک اللہ جل

مجدہ کے حضور حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل نور تھی اور وہ نور اللہ جل مجدہ کی تسبیح کرتا تھا اور اُس نور کی تسبیح سے ملائکہ تسبیح کرتے تھے پھر جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو وہ نور اُن کی صلب میں ودیعت کیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ جل مجدہ نے مجھے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں ودیعت فرما کے زمین پر اتارا اور پھر مجھے حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں ودیعت فرمایا پھر مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ودیعت فرمایا پھر برابر اللہ تعالیٰ مجھے پاکیزہ پشتوں اور پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے مجھے میرے ماں اور باپ سے ظاہر فرمایا جو کبھی بُرائی پر اکٹھے نہیں ہوئے۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی صحت کے گواہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وہ مشہور اشعار ہیں جو آپ نے نبی مکرم صلی علیہ السلام کی مدحت وثناء میں عرض کیے تھے۔

(الشفاء صفحہ ۵۲، رقم الحدیث: ۱۳۱، دار ابن حزم (بیروت)

عَنْ جُرَيْمِ بْنِ أَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَمْدَحَكَ ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَاتِ لَا يَفْضُضِ اللَّهُ فَاكَ ، فَانْشَاَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ:

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ
الْأَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُورِكَ الْأُفُق
فَنَحْنُ فِي الضِيَاءِ وَفِي
النُّوْرِ وَسُبُلُ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ .

رواه الطبراني والحاكم وابو نعيم .

حضرت خریم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں موجود تھے تو حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ! میں آپ کی مدح ونعت پڑھنا چاہتا ہوں تو حضور نبی اکرم

علیہ السلام نے فرمایا: لاؤ مجھے سناؤ اللہ تعالیٰ تمہارے دانت صحیح وسالم رکھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے یہ پڑھنا شروع کیا اور آپ وہ ذات ہیں کہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو (آپ کے نور سے) ساری زمین چمک اُٹھی اور آپ کے نور سے افق عالم روشن ہوگیا، پس ہم ہدایت کے راستوں پر آپ کی عطا کردہ روشنی اور آپ ہی کے نور سے گامزن ہیں۔ اس حدیث کو امام طبرانی، حاکم اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

(المعجم الکبیر، حدیث ۳۱۶۷)

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: انْشَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْبُ بْنُ زُهَيْرٍ بَانَتْ سُعَادُ فِي مَسْجِدِهِ بِالْمَدِينَةِ ، فَلَمَّا بَلَغَ قَوْلَهُ: إِنَّ الرَّسُولَ لَنُوْرٌ تُسْتَضَاءُ بِهِ وَ صَادِمٌ مِّنْ سُيُوفِ اللَّه الْمَسْلُولُ أَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكُمْه إِلَى الْخَلْقِ لِيَسْمَعُوا مِنْهُ .

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کعب بن زہیر نے اپنے مشہور قصیدے بانت سعاد“ میں حضور نبی اکرم علیہ السلام کی مسجد نبوی میں مدح کی اور جب اپنے اس قول پر پہنچا: "بے شک یہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور آپ اللہ تعالی کی تیز دھار تلوار میں سے ایک عظیم تیغ آبدار ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ انہیں (غور سے) سنیں۔

(المستدرک جلد ۳ صفحہ ۶۷۰ رقم الحدیث: ۶۴۷۷)

نیز اور بھی بہت سے دلائل ہیں جسے تفصیل درکار ہو وہ سرکار اعلی حضرت رضی المولیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ صلات الصفاء فی نورالمصطفی نیز حضرت شیر بیشۂ سنت رضی المولیٰ عنہ کی تقریر قد جاءکم من اللہ نور کا مطالعہ کریں۔

سگ بارگاہ جنید زماں

فقیر غلام ناصر حشمتی ناصری غفرلہ القوی

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

شخصیت پرستی۔ ایک ناسور!

از:- حضرت مولانا محمد تعظیم رضاخان صاحب قبلہ حشمتی ناصری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم علیہ و علی آلہ و صحبہ وبارک وسلم

دور حاضر میں اہل سنت والجماعت کے بیچ رخنہ پڑنے کی ایک بڑی وجہ شخصیت پرستی ہے، جس کے نقصانات ہر عاقل پر عیاں ہیں۔ خیال رہے کہ اہل سنت ان میں سے نہیں ہیں جو حق و باطل میں ملاوٹ کردیں۔ نیز حق بیانی پہلے بھی ہوئی اور انشاءاللہ قیام قیامت تک ہوتی رہے گی۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا لوگ حق تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں؟ کیا حق وہ ہے جو عنداللہ حق ہیں یا وہ جہاں کثرتِ تعداد ہو، یا کسی بڑی خانقاہ کی شخصیت یا کوئی شہرت یافتہ عالم صاحب؟ نیز معیار حقانیت کیا ہیں؟ شرع شریف یا نفس کی خواہش، ذاتی علاقہ نسب یا نسبت شاگردی یا مریدی وغیرہ؟ نسأل اللہ حسن التوفیق۔آمین۔

شخصیت پرستی کیا ہے؟

شخصیت پرستی بنیادی طور ایک منفی طرز عمل ہے۔ جس میں انسان شریعت مطہرہ نیز حق وانصاف کے تمام پہلوؤں کو بالائے طاق رکھ کر کسی شخص معین کی اندھی پیروی کرتا ہے، اس کے خلافِ شرع افعال واقوال کی اپنے ذاتی نسبت وعلاقے کی بناپر تصحیح کرنے لگ جاتا ہے۔ معاملاتِ شرع کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھنے کے بجائے، کسی کی شخصیت سے مرعوب و متاثر ہوکر حق کا ساتھ نہ دینا شخصیت پرستی کہلاتا ہے۔

سرکار اعلی حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت رضی للہ عنہ فرماتے ہیں؛

اِس قدر یاد رہے کہ عقائد اسلام و سنت کے مقابل ہم پر فلاں ہندی و بہمانِ سندی کسی کا قول سند نہیں___ نہ احکام شرعیہ شخص دون شخص سے خاص ___ اَلْعِزَّةُ اللہ (عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔)

___ شرع سب پر حجت ہے ___ وہ کون ہے جو شرع پر حجت ہو سکے؟ ___ اس قسم کی حرکت جس سے صادر ہو گئی، وہ بقدر اپنے سیئہ کے حکم کا مستحق ہو گا،

کسے باشد کائناً مَّنْ کانَ

(جو بھی ہو۔) ___

اِین وآں، سے ہمیں موافقت اُسی وقت تک ہے جب تک وہ دینِ حق سے جدا نہیں۔ اور اس کے بعد، عیاذاباللہ (اللہ کی پناہ۔) ع۔

سایہ اش دور باد از ما دُور

(اس کا سایہ ہم سے دُور ہو۔)

جس کا قول ہم اسلام و سنّت کے موافق پائیں گے تسلیم کریں گے۔ نہ اس لیے کہ اُس کا قول ہے۔ بلکہ اس لیے کہ صراطِ مستقیم سے مطابق ہے ___ اور جس کی بات خلاف پائیں گے۔ زید ہو یا عمرو، خالد ہو یا بکر، دیوار سے مار کر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رِکاب سے لپٹ جائیں گے ___

اللہ ان کا دامن ہم سے نہ چھڑائے دنیا میں نہ عقبٰی میں ___ آمین! الٰہی امین۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۲۷)

مسلمانوں! یہ مبارک الفاظ خوب یاد رکھنے کے ہیں کہ حجت و دلیل فقط شرع شریف ہے۔

ایک جگہ سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

احکام شرع سب پر یکساں ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۲۲)

یعنی یہ کہ شریعت سبھی کے لئے یکساں ہیں اور اس میں کسی کے لئے استثنا نہیں الا ماشاء اللہ ثم شاء الرسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم۔

نیز سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

ان (احکام شرع) کے خلاف جس کسی کا بھی کہنا ہو مردود ہوگا، یہاں نہ کثرت رائے دیکھی جاتی ہے نہ اتفاق رائے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان الحکم الا اللہ

(حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاطاعۃ لاحدفی معصیۃ اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ۱٦)

ثابت ہوا، کہ معیار حقانیت صرف اور صرف شریعت مطہرہ ہیں، اور حق وہی ہے جو عند اللہ حق ہے اور حق کے خلاف نہ کثرت دیکھی جائے گی نہ اتفاق۔ وللہ الحمد۔

حضور بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، زینت آرائے مسند برکاتیہ، حضور سید ابوالقاسم محمد اسمعیل حسن صاحب قبلہ قادری برکاتی آل احمدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یہ تعلیم خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ امر حق کی پاسداری اور اس کی اتباع میں دوسرے ذاتی میل محبت وغیرہ کے مراسم کو اگرچہ وہ کتنے ہی گہرے اور پرانے اور بہتیرے ہو ہرگز حائل نہ ہونے دینا چاہیے۔ اور مسائل دینیہ میں اسی کا ساتھ دینا چاہیے جو حق پر ہو۔ اگرچہ دنیاوی امور میں وہ خود ہمارا مخالف یا مخالف کا بدگو ہو۔

(مفاوضات طیبہ، ماخوذاز۔مجمع البحار)

حضرت شیر بیشۂ سنت مظہر اعلی حضرت رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کسی کی شخصیت اور بزرگ صورت سے ہرگز مرعوب نہ ہونا"

(سوانح شیر بیشۂ سنت، صفحہ ۲٤۲)

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ:

"اپنی کسی غلط بات کو صحیح ثابت کرنے اور اسکی غلط تاویل کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرنا، غلطی کو غلطی ماننا اس سے رجوع کرنا حق پسندی ہے اور غلطی کو صحیح بنانے کی کوشش کرنا ہٹ دھرمی اور گمراہی کی جڑ ہے"

(ایضاً، صفحہ ۱۹۵)

اکابر کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شریعت پرستی و حق پسندی کی ایک ایمان افروز مثال حضرتِ حسین بن منصور حلاج رضی المولیٰ عنہ کا واقعہ ہے، سرکار اعلی حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت سیدی حسین بن منصور حلاج قدس سرہ جن کو عوام منصور کہتے ہیں، منصور ان کے والد کا نام تھا، اوران کا اسم گرامی حسین، اکابر اہل حال سے تھے، ان کی ایک بہن ان سے بدرجہا مرتبہ ولایت و معرفت میں زائد تھیں، وہ آخر شب کو جنگل تشریف لے جاتیں اور یاد الٰہی میں مصروف ہوتیں۔ ایک دن ان کی آنکھ کھلی بہن کو نہ پایا، گھر میں ہر جگہ تلاش کیا، پتانہ چلا، ان کو وسوسہ گزرا، دوسری شب میں قصداً سوتے میں جان ڈال کر جاگتے رہے، وہ اپنے وقت پر اُٹھ کر چلیں، یہ آہستہ آہستہ پیچھے ہولئے، دیکھتے رہے آسمان سے سونے کی زنجیر یاقوت کا جام اُترا اوران کے دہن مبارک کے برابر آلگا، انہوں نے پیناشروع کیا، ان سے صبر نہ ہوسکا کہ یہ جنت کی نعمت نہ ملے بے اختیار کہہ اُٹھے کہ بہن تمہیں اللہ کی قسم کہ تھوڑامیرے لئے چھوڑدو، انہوں نے ایک جرعہ چھوڑدیا، انہوں نے پیا، اس کے پیتے ہی ہر جڑی بوٹی ہر درودیوار سے ان کو یہ آواز آنے لگی کہ کون اس کازیادہ مستحق ہے کہ ہماری راہ میں قتل کیاجائے۔ انہوں نے کہناشروع کیا "اَنا لَاَحَق" بیشک میں سب سے زیادہ اس کازیادہ سزاوار ہوں۔ لوگوں کے سننے میں آیا "اناالحق "(میں حق ہوں۔) وہ دعوی خدائی سمجھے، اور یہ کفر ہے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد ٢٦)

اس وجہ سے علماء ظاہر نے قتل کافتویٰ دیا، بیان کیا گیاہے کہ جس وقت علماء نے متفقہ طور پر حضرت حسین بن منصور کے قابل گردن زنی ہونے کافتوی دیا تو خلیفۂ وقت نے کہاکہ حضرت جنید جب تک فتوی پر دستخط نہ کریں گے منصور کو پھانسی نہیں دے سکتا اور جب یہ اطلاع حضرت جنید کو پہنچی تو آپ نے پہلے مدرسے جاکر علماء ظاہر کالباس زیب تن کیا، اس کے بعد یہ فتوی دیاکہ ہم ظاہر ک اعتبار سے ابن منصور کو سولی پر چڑھانے کافتوی صادر کرتے ہیں۔

(تذکرۃالاولیاء، صفحہ ٢٧٨)

نیز تذکرۃ الاولیاء ہی میں ہے:

جب لوگوں نے آپ کو سنگسار کرنا شروع کیا تو (حکم شرع کی پاسداری میں) حضرتِ شبلی رضی المولیٰ عنہ نے بھی ایک چھوٹا ساڈھیلا مارا۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ امتحان نہ صرف حضرتِ حسین بن منصور حلاج رضی المولیٰ عنہ کا تھابلکہ عوام و علماء خلیفہ بلکہ حضرتِ جنید و شبلی رضی المولیٰ عنہم کا بھی تھا کہ کرامت و شخصیت دیکھتے ہیں یا حکم شریعت۔ ورنہ سرکار جنید بغدادی و ابو بکر شبلی خود اکابر عارفین میں سے ہیں اور حقیقت حال سے واقف تھے مگر حکم شریعت پرستی کا تھا سو بجالائے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را۔

حضرت حسین بن منصور حلاج رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا ان دو گروہوں کے ساتھ کیا ہو گا جو آپ کو اچھا اور برا کہتے تھے؟ فرمایا: حسن ظن رکھنے والوں کو ایک اجر بسبب حسن ظن رکھنے کے اور برا کہنے والوں کو دو اجر بسبب اتباع شریعت کے۔

اے عزیز! شخصیت پرستی کا خاتمہ یوں ہی ہو سکتا ہے، حکم شرع کو حرف آخر جان اس کی زد میں جو آئے کسے باشد اسے خاسر مان۔ محبت و عقیدت اچھی ہے جب تک کہ حدود شرعیہ میں ہو ورنہ آفت و وبال جان ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو عمل خالص کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آمین آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم۔

سگ بارگاہ ناصر ملت

فقیر محمد تعظیم رضا حشمتی عفی عنہ

خطیب وامام جامع مسجد لوہر گواں شاہ جہانپور

|☆|☆|☆|☆|☆|☆|

حضور بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، زینت آرائے مسند برکاتیہ، حضور سید ابوالقاسم محمد اسمعیل حسن صاحب قبلہ قادری برکاتی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں؛

یہ تعلیم خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ امر حق کی پاسداری اور اس کی اتباع میں دوسرے ذاتی میل محبت وغیرہ کے مراسم کو اگرچہ وہ کتنے ہی گہرے اور پرانے اور بہتیرے ہو ہرگز حائل نہ ہونے دینا چاہیے۔ اور مسائل دینیہ میں اسی کا ساتھ دینا چاہیے جو حق پر ہو۔ اگرچہ دنیاوی امور میں وہ خود ہمارا مخالف یا مخالف کا بدگو ہو۔

(مفاوضات طیبہ)

مدیر اعلی :- نبیرۂ مظہر اعلی حضرت شہزادۂ ناصر ملت علامہ مفتی
محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی
ناشر - مکتبۂ حشمتیہ